عشق اور محبت

(مولانا مولوی صوفی سید شاہ عبدالقادر رضا صاحب شمس آبادی)

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ط کی خلاصہ تفسیر یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو خدائے پاک کے ساتھ محبت کے معاملہ میں برابر تولتے تھے لیکن ایمان والوں کا معاملہ اس کے برعکس تھا کیونکہ ان کو خدائے پاک کے ساتھ محبت زیادہ تھی۔

مگر آیۂ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اہل شرک بھی محبت رکھتے ہیں صرف کمی اور بیشی کا سوال باقی رہ جاتا ہے اور یہی چیز اصل محبت قرار پاتی ہے۔

مشرک خدا کو بھی چاہتا ہے اور بتوں کو بھی لیکن ایماندار خدا کی محبت میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اس کے سمع و بصر میں خدا کے سوا کسی کا شہود ہی نہیں ہے۔ حدیث [illegible] کی پوری پوری تصدیق یہیں ہوتی ہے اور اسی شدید محبت کا نام عشق ہے۔

قرآن پاک میں عشق کا لفظ مستعمل نہیں ہوا ہے البتہ اس کی تعبیر اشد حبا سے کی گئی ہے گویا زیادتی محبت خود عشق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محبت جب دل کو ڈھانپ لیتی ہے تو اس محبت کا نام عشق قرار پاتا ہے [illegible] آپ کے وجود پر ہو چکا اب جس طرف دیکھیں گے باقی ہی باقی ہوگا ورنہ فنا تو [illegible]

فانی فی الحق

مومن بذریعہ عشق یعنی اشد اور اقویٰ محبت کے فانی فی الحق ہو جاتا ہے [illegible] بند ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے کو بھی [illegible] باقی فی الحق کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔

مثال

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ نے [illegible] زلیخا کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا زلیخا کے دل پر محبت کا پردہ [illegible] ڈال دیا گویا محبت [illegible] دل کی شغاف [illegible]

بن گئی اور شغاف اس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر منڈھی ہوئی رہتی ہے۔ اور دل اس جھلی میں بند رہتا ہے تو گویا محبت زلیخا کے دل کی شغاف بن گئی مراد یہ کہ قرآن نے زلیخا کو محبت کی چادر میں ہر طرف سے ڈھکا ہوا بتایا مومن کی مثال بھی ایسی ہونی چاہئے کہ خدائے پاک کے سوا اس کے دل میں کسی کی محبت گھر نہ کر سکے

مومن کے دل کی مثال آئینہ کی سی

مومن کے دل کی مثال آئینہ کی سی ہے جس کے اندر وہی تصویر پیدا ہوتی ہے جو حواس خمسہ کے ذریعہ اس کے اندر اترتی ہے۔ تو مومن کے جب حواس خمسہ میں ایک ذات وحدہ لاشریک کے سوا کسی کا جلوہ ہی نہیں ہے تو کسی غیر کی صورت کا عکس اس کے دل کے آئینہ میں کیونکر پیدا ہو سکے گا محبوب تو وہی ہوتا ہے جو دل میں اور دل میں وہی رہتا ہے جو محبوب ہوتا ہے پس مومن کے لئے اللہ کے سوا دوسرا کون محبوب ہے۔

معلوم ہوا کہ دل میں جو شئے آتی ہے وہ حواس خمسہ کے دروازہ سے آتی ہے اور مومن وہ ہے جس کے دل کا دروازہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا سب کیلئے بند رہتا ہے تو جب غیر کیلئے دروازہ ہی بند ہے تو مومن کے دل میں غیر کا آنا محال ہے لہٰذا مومن کے دل میں خدا ہی خدا ہوگا کیونکہ خدا ہی اس کا محبوب خدا ہی اس کا معشوق خدا ہی اس کا مطلوب اور خدا ہی اس کا مقصود و مراد ہے۔

خدا اور غیر خدا کی محبت

ہم نے یہ بتلایا ہے کہ دل میں جس شئے کا جلوہ ہوتا ہے وہی محبوب ہوتی ہے لیکن دل میں بعض وقت ایک شئے رہتی ہے اور نکل جاتی ہے پھر دوسری آتی ہے پھر تیسری آتی ہے۔ اسی طرح متعدد شکلیں دل کے اندر آتی اور جاتی ہیں اور یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دل کے اندر دو صورتوں کی ایک وقت گنجائش نہیں ہے جس وقت جو شئے دل کے اندر ہوگی وہی دل کی مالک اور مختار ہوگی دل کے اندر آئی ہوئی محبت جب تک خود نکل نہ جائے یا نکالی نہ جائے دوسری شئے کی سمائی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ جب دل میں غیر خدا کی محبت ہے تو خدا کی محبت موجود نہ رہے گی اور اگر خدا کی محبت ہے تو غیر خدا کی محبت باقی نہ رہے گی۔ دل میں محبت ہے تو غیر نہیں ہے اور اگر غیر ہے تو خدا نہیں اس کو قاعدہ کلیہ کے طور پر تسلیم کر لینا چاہئے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بت اور خدا دونوں کی محبت کی برابر برابر ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک ہی دل کے اندر اپنے اپنے حصے کے لحاظ سے بت بھی ہیں اور خدا بھی کیونکہ اس بات پر حکماء بھی متفق ہیں کہ نفس ناطقہ آن واحد میں دو کام نہیں کر سکتا۔ یا دو شئے کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے جب دل ایک ہے تو ظاہر ہے کہ بت اور خدا دونوں کا ایک ساتھ جمع ہونا محال ہے لیکن قرآن مجید میں یحبونہم کحب اللہ موجود ہے

جسکا مطلب دونوں محبتوں کا برابر برابر ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ کبھی بت کی صورت دل میں آجاتی ہے اور کبھی خدا کی اور یہی شرک ہے اور جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا وہ مشرک ہے پس صاحبِ دل یہاں سے اس بات کا تصفیہ کر سکتا ہے کہ وہ مومن ہے یا مشرک۔

مومن و مشرک

مومن وہ ہے جس کے دل میں خدا کے سوا کسی کی محبت نہ ہو بلکہ اسکی توجہ کسی آن بھی غیر خدا کی طرف نہ ہو اور مشرک اسکو سمجھنا چاہیے جسکے دل میں کبھی خدا ہو اور کبھی غیر خدا۔ اسکا دل کبھی خدا کی طرف متوجہ ہو اور کبھی غیر خدا کیطرف اور یحبونہم کحب اللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرک کے دل سے اپنی محبت کی نفی نہیں کی ہے یہ نہیں فرمایا کہ مشرک مجھسے محبت نہیں رکھتے بلکہ مجھسے محبت اتنی ہی رکھتے ہیں جتنی کہ بتوں کی۔ اور لطف یہ ہے کہ مشرک حق تعالیٰ کے اس فرمان مقدس کے بموجب خدا اور غیر خدا دونوں سے برابر برابر محبت رکھتا ہے اور پھر بھی مشرک ہے اور اگر غیر خدا کی محبت غالب ہو تو نہیں معلوم کہ اسکا نام قرآن کی اصطلاح میں خدا کے نزدیک کیا ہے۔ اب بتایئے کہ آپ اپنے بال بچے، مال و دولت، عزت و آبرو، جاہ و ثروت وغیرہ اور خدا سے آپ کی محبت ہموزن رکھتے ہیں یا کم و بیش۔ اگر ہموزن ہے تو آپ مشرک ہیں اور خدا کی محبت غالب ہے تو مومن اور خدانخواستہ اگر کہیں غیر خدا کی محبت غالب ہے تو ہم کو آپکا نام نہیں معلوم۔ کیونکہ مرتد۔ زندیق۔ منافق اور کافر و مشرک کے الفاظ تو قرآن مجید میں ملتے ہیں لیکن اس کیلئے کوئی لفظ ہی نہیں۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ کسی امر کی کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا اور درحقیقت شریعت بھی یہی ہے۔ اسلیے یہاں سے اس دوسرے شبہ کا ازالہ بھی ہونا چاہیے کہ "النکاح من سنتی" "ان لزوجک علیک حق" "ان لنفسک علیک حق" اور الکاسب حبیب اللہ وغیرہ کا کیا مطلب ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ توجہ الی الغیر جو احکامات قرآنیہ یعنی مرضیات الٰہیہ کے خلاف ہو وہی ممنوع ہیں۔ اور جب آپ کی توجہ بامتثالِ احکامِ قرآن اپنی تجارت، اپنی نوکری، اپنی کاشتکاری یہانتک کہ گائے بیل بکری وغیرہ کی طرف بھی ہے تو وہی توجہ الی اللہ ہے۔ اسیطرح اگر آپنے بحکم قرآن کسی شے کی طرف سے رخ پھیر لیا ہے تو وہ بھی توجہ الی اللہ ہے اور آپکے محبوب حقیقی کا ہی شہود آپکے دل میں جاگزیں اور آپکے حواس خمسہ

ظاہری و باطنی پر مشتمل ہے اور یہی الحب للہ والبغض للہ کا بھی مطلب ہے جو شرطِ ایمان بھی ہے۔

ایمان تحقیقی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تحقیقی معنے جو منصوص کتاب و سنت ہے۔ اور بزرگان دین کا دستاویز اور زندگی کا دستور العمل ہے۔ یہ دوسری وجہ اوپر کی بیان کی ہوئی پہلی وجہ سے بہت بلند اور اعلیٰ و ارفع ہے اس کا حصول ہی لا الٰہ الا اللہ کا تحقیقی ایمان ہے۔ ایسا مومن غیب سے شہود کے دربار میں آجاتا ہے۔ کل من علیہا فان کا جلوہ ہر آن اس کے پیش نظر ہوتا ہے اور یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کے خلوت خانہ خاص میں اُس کی سکونت ہوتی ہے۔ قیامت کبریٰ اسی قائم کر لی ہوتی ہے اور اُس کے دل کے اندر سے لمن الملک الیوم کی صدا بلند ہوتی ہے۔

مومن مذکورہ بالا صرف دو ذریعہ سے ہی اشد حباً للہ کے درجے تک رسائی حاصل کر سکتا ہے یعنی ایک تو یہ کہ اپنی جملہ توجہات کی باگ حق تعالیٰ کے ارادے کے ہاتھوں میں دیدی جائے۔ دوسرے یہ کہ کلمہ طیبہ کا تحقیقی ایمان حاصل کر لیا جائے۔ پہلا راستہ عوام کیلئے ہے اور دوسرا خواص کیلئے۔ بیانات سابقہ سے عشق کے باہمی اختلافات بھی ظاہر ہو چکے ہیں یعنی دل میں جو شے آ کر ملی جاتی دوستی ہے اور جو متمکن ہو جائے وہ عشق ہے اور اسکو قرآن کی اصطلاح میں اشد حباً یا قد شغفہا حباً سے تعبیر کیا گیا ہے اور عاشق و معشوق کی محبت کی جسقدر کرشمے یا اقسام لوگوں نے بیان کئے ہیں اُس سے عشق کے ہی کرشمے مقصود و متصور ہیں یعنی جبتک کہ محبت عشق کا درجہ حاصل نہیں کر لیتی اُس وقت تک وہ کرشمے وہ نیرنگیاں وہ سوز و گداز وہ آہ و فغان وہ نالہ و شیون اور شہود محبوب جو ہر ذرات کی صورتیں عین محبوب میں جلوہ گر ہو حاصل نہیں ہو سکتے کیونکہ افراط محبت کے ہی معنی ہیں کہ محبوب محب کی ہر مناسب چیز میں اُتر جائے اور جملہ پر محبوب کا قبضہ ہو جائے اور محب معطل بیکار اور مردہ بنجائے جس کے متعلق مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

زندہ معشوق است و عاشق پردۂ — جملہ معشوق است و عاشق پردۂ

معشوق ہی زندہ ہے اور عاشق مردہ اور سب معشوق ہی معشوق ہے یعنی عاشق کے اندر جو کچھ ہے وہ جملہ معشوق ہی ہے مگر ظاہری صورت عاشق اس خیالی معشوق کا وہمی پردہ ہے اور اسی وجہ کا نام عشق ہے اور ایسے محب کا نام عاشق اور ایسے محبوب کا نام معشوق